بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امیر معاویہؓ

ابتدائی حالات

وجاہت

سرخ وسپید رنگ، سروقد، لحیم وشحیم،، وضع قطع تمکنت ووقار کی امتیازی خوبصورتی، کتابی چہرہ، بڑی اور موٹی آنکھیں، چتون شیر کی مانند، گھنی داڑھی، مہندی اور وسیمہ کے خضاب سے رنگی ہوئی، وجیہ صورت، جاذب نظر، پرکشش بانکپن، کئی آدمیوں کے حلقے میں ممتاز نظر آتے، قدرتی رعب اور سطوت کے باعث ہر شخص کی توجہ کا مرکز قرار پاتے...لیکن مزاج میں تقویٰ، عاجزی وفروتنی، نہایت درجہ حلم وبردباری، فقیر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا بہترین امتزاج، لباس میں سادگی بلکہ اکثر دفعہ بیسیوں پیوند صرف قمیص پر لگے ہوتے۔ امام اوزاعیؒ کے استاذ کا کہنا ہے کہ:

''میں نے معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں سوار دیکھا۔ آپؓ کے پیچھے آپؓ کا غلام تھا آپؓ کی قمیص کا گریبان چاک ہوا تھا۔ اسی حالت میں آپؓ بازار میں پھر رہے تھے (حالانکہ آپؓ وہاں کے حکمران تھے)۔ ﴿البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۳۴﴾

حضرت مسلمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ ہمارے پاس آئے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔ ﴿مجمع الزوائد ج۹ ص۳۵۵﴾

ولادت

حضرت امیر معاویہؓ مکہ کے نامور سردار سیدنا ابوسفیانؓ کے فرزند ارجمند تھے۔ بعثت نبوی ﷺ سے پانچ سال قبل ۶۰۸ء میں آپؓ کی ولادت ہوئی ﴿ابن حجر الاصابہ ج۳ ص۴۳۱﴾۔ بچپن ہی سے آپؓ میں اولوالعزمی اور بڑائی کے آثار نمایاں تھے چنانچہ آپؓ نوعمر تھے۔ آپؓ کے والد ابوسفیانؓ نے آپؓ کی طرف دیکھا اور کہنے لگے:

''میرا بیٹا بڑے سروالا ہے اور اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار بنے''۔ آپؓ کی والدہ حضرت ھندؓ نے یہ سنا تو کہنے لگیں: ''فقط اپنی قوم کا؟ میں اس کو روؤں اگر یہ پورے عرب کی قیادت نہ کرے''۔

عرب کے ایک قیافہ شناس نے آپؓ کو اچانک دیکھا تو فوراً بولا: ''میرا خیال ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار بنے گا''۔

کنیت:

آپؓ کی کنیت عبدالرحمٰن تھی۔

تربیت:

ماں باپ نے آپؓ کی تربیت میں اس وقت کے عرب دستور کے مطابق کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مختلف علوم وفنون سے آپؓ کو آراستہ کیا اور اس دور

میں جبکہ لکھنے پڑھنے کا رواج بالکل نہ تھا اور سارے عرب میں جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا، آپؓ کا شمار اُن چند گنے چنے لوگوں میں ہونے لگا جو علم وفن سے آراستہ تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ قبل از اسلام آپؓ کی حالت کے بارے میں علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

وکان رئیسا مطاعا ذامال جز مل

''آپ اپنی قوم کے سردار تھے، آپ کی اطاعت کی جاتی تھی اور آپ کا شمار مالدار لوگوں میں ہوتا تھا''۔ ﴿ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۸ مطبوعہ مصر﴾

قبولِ اسلام:

مشہور مورخ محمد بن سعد طبقات ابن سعد میں رقم طراز ہیں کہ: حضرت معاویہؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں عمرۃ القضاء سے پہلے ہی اسلام لے آیا تھا مگر مدینہ جانے سے ڈرتا تھا کیونکہ میری والدہ اس کے خلاف تھیں۔ تاہم ظاہری طور پر فتح مکہ کے موقع پر آپؓ نے اپنے والد کے ہمراہ اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا۔ یہی وجہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بدر، احد، خندق اور صلح حدیبیہ میں آپؓ کفار کی جانب سے کسی لڑائی میں شریک نہ ہوئے، حالانکہ آپؓ اس وقت جوان تھے۔ آپؓ کے والد سالار کے طور پر شریک ہو رہے تھے اور آپؓ کے ہم عمر سینکڑوں جوان بڑھ کر اسلام کے خلاف جنگ میں حصہ لے رہے تھے۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداء ہی سے اسلام کی روشنی آپؓ کے دل میں اتر چکی تھی۔ بالآخر کئی سال پہلے پیدا ہونے والی روشنی صبح فتح مکہ میں فروزاں ہوگئی اور ان کرنوں سے عرب کیا عجم کے ہزاروں خطے جگمگا اٹھے۔

حضورﷺ سے تعلق اور کتابتِ وحی:

آپؓ کی علمی پختگی اور شگفتگی حق کے ہی باعث دربارِ رسالتﷺ میں آپؓ کو خاص مقام حاصل تھا۔ اسلام لانے کے بعد آپؓ مستقل حضورﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔ جلد ہی آپؓ کو صحابہ کرامؓ کی ایسی مقدس اور خوش نصیب جماعت میں شامل کرلیا گیا جسے نبیﷺ نے کتابت وحی کیلئے مامور فرمایا تھا۔ چنانچہ جو وحی آپﷺ پر نازل ہوتی تھی اسے قلمبند کر لیتے تھے اور خطوط و مراسلہ جات کی نگرانی اور ترسیل کا کام بھی آپؓ کے ذمہ تھا۔ اس طرح گویا تاریخ اسلام میں صرف ایک حضرت معاویہؓ کی ذات ایسی ہے جسے کاتب وحی ہونے میں اور دنیا کے سب سے بڑے رسولﷺ کی خدمت میں سیکرٹری کے طور پر رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہی دو باتیں حضرت معاویہؓ کی امانت و دیانت اور عدالت کیلئے ان کے خلاف تمام الزامات پر بھاری ہیں۔ علامہ ابن حزم کے مطابق: ''کاتبین وحی میں سب سے زیادہ حضرت زیدؓ بن ثابت آپﷺ کی خدمت میں رہے اور اس کے بعد دوسرا درجہ حضرت معاویہؓ کا تھا۔ یہ دونوں حضرات دن رات آپﷺ کے ساتھ لگے رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہیں کرتے''۔ ﴿ابن حزم جوامع السیرۃ ص ۲۷ بحوالہ حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق ص ۲۳۰ از مفتی تقی عثمانی﴾

کاتبانِ وحی کو درج ذیل قرآنی صراحت کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی صداقت کیلئے یہی ایک چیز کافی ہے: فِی صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ مَّرْفُوْعَۃٍ مُّطَھَّرَۃٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ یعنی ''قرآنی صفحات بہت معزز اور بلند درجے والے پاکیزہ ہیں چمکتے ہوئے ہاتھوں والے ہیں اور بہت زیادہ عزت والے لوگ ہیں''۔

مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں واضح ہوا کہ کاتب وحی کے طور پر آپؓ کا درجہ کس قدر بلند تھا۔ قرآن کی زبان میں آپؓ کو بہت ہی عزت والا کہا گیا ہے۔ ایک مسلمان کیلئے اس سے بڑی سند نہیں۔

سیدنا امیر معاویہؓ بعد از قبولِ اسلام

عہدِ رسالت ...غزوات میں شرکت:

قبول اسلام کے بعد حضرت معاویہؓ نے حضورﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں بالخصوص حنین، طائف، یمامہ اور چھوٹی چھوٹی کئی گشتی اور جنگی مہموں میں شرکت فرمائی۔ خصوصاً طائف میں اپنے والد حضرت ابوسفیانؓ کے ہمراہ تبلیغ و جہاد کیلئے اہم خدمات سرانجام دیں اور آپؓ کے والد نے وہاں کے رئیس الاعظم ابن الاسود کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ جس سے خوش ہو کر آپﷺ نے ان کو اور ان کے والد کو کثیر مال غنیمت مرحمت فرمایا۔

مواخات:

فتح مکہ کے بعد الفت و مواخات منقطع ہو چکی تھی کیونکہ حضرت معاویہؓ فتح مکہ سے دو سال قبل اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس لئے حضورﷺ نے ان کی مواخات حضرت حتات مجاشعیؓ سے کروائی۔

کتابتِ وحی:

مفتی حرمین شیخ عبداللہ طبری لکھتے ہیں کہ حضورﷺ کے ۱۳ کاتب تھے۔ ان میں حضرت معاویہؓ اور حضرت زیدؓ سب سے زیادہ کام کرتے تھے۔ ﴿خلاصۃ السیر بحوالہ حضرت معاویہؓ ص ۱۳﴾

ایک شیعہ مورخ الفخری یہاں تک لکھتا ہے کہ: ''معاویہ ان کاتبان وحی میں سے تھے جو رسول اللہ کے پاس بیٹھ کر لکھتے تھے''۔ مصری فاضل حسن ابراہیم کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

''عجیب بات ہے کہ اگرچہ امیر معاویہؓ دیر میں مسلمان ہوئے تاہم متبین رسولﷺ میں ہیں۔ آپؓ ایمان و اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ دعوت سے وابستگی اور اس کی طرف سے مدافعت میں بہت سوں سے آگے تھے۔ رسولﷺ کا ان پر بڑا اعتماد تھا۔ آپؓ نے انہیں بلا کر کتابت وحی کی خدمت سپرد فرمائی جسے آپؓ انتہائی خلوص کے ساتھ سرانجام دیتے رہے''۔

خدمتِ نبویﷺ:

جب تک آپﷺ بخیر حیات رہے حضرت امیر معاویہؓ نبیﷺ کی خدمت سے جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ سفر و حضر میں بھی خدمت کا موقع تلاش کرتے رہے۔ چنانچہ ایک بار رسولﷺ کہیں چلے تو آپؓ بھی پیچھے پیچھے ہو گئے۔ راستے میں آپﷺ کو وضو کی حاجت ہوئی، پیچھے مڑے تو دیکھا معاویہؓ لوٹا لئے کھڑے ہیں۔ آپﷺ بہت متاثر ہوئے، چنانچہ وضو کیلئے بیٹھے تو فرمانے لگے: ''معاویہ تم حکمران بنو تو نیک لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور برے لوگوں سے درگزر کرنا''۔

حضرت امیر معاویہؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امید ہو گئی تھی کہ نبیﷺ کی پیشنگوئی صادق آئیگی اور میں کبھی نہ کبھی ضرور خلیفہ ہو کر رہوں گا۔ حضورﷺ آپؓ کی خدمت اور بے لوث محبت سے اتنا خوش تھے کہ بعض اہم خدمات آپؓ کی سپرد فرما دی تھیں۔ علامہ اکبر نجیب آبادی اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں:

''حضورﷺ نے اپنے باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کی خاطر مدارت اور ان کے قیام وطعام کا انتظام واہتمام حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دیا تھا''۔﴿تاریخ اسلام ج ۲ ص ۷﴾

سفارتِ نبویﷺ:

مکہ سے آنے کے بعد حضرت امیر معاویہؓ مستقل طور پر خدمت نبوی میں رہنے لگے تھے۔انہوں نے تبلیغ دین اور کتابت وحی کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔علامہ زرکلی کے مطابق حضورﷺ نے آپؓ کو حضر موت کی طرف بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور اسلام سے روشناس کرائیں۔﴿الاعلام الاسلام﴾

عہدِ خلفاء راشدینؓ

عہدِ صدیقی:

آنحضرتﷺ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ اور آپ کے والد ابوسفیانؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔عہد صدیقی میں موصوف کا شمار خلافت کے اولین افراد میں ہوتا تھا۔تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے ابتدائی ایام میں حضرت معاویہؓ روایت حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس زمانے میں آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ وحضرت عثمانؓ اور اپنی بہن ام حبیبہؓ سے حدیثیں روایت کیں۔﴿محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ ج ۲ ص ۷۱،۴، فتوح البلدان ص ۴۸﴾۔آپؓ کی مرویات کی تعداد ابن حجر مکیؒ کے مطابق ۱۶۳ ہیں۔

حضرت معاویہؓ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں:

عہد صدیقی میں منافقین اور مرتدین کی شورش نے خطرناک صورت اختیار کر لی تو اس کے خلاف پہلی تلوار حضرت معاویہؓ کے چچا حضرت خالد بن سعید امویؓ کی اٹھی۔ان کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ رزمگاہ میں اترے تو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی قیادت میں بے مثال جوہر دکھائے۔

عرب نقاد رضوی لکھتا ہے:''حضرت امیر معاویہؓ کسی کا خون بہانا پسند نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی آپؓ اسلامی روایت کے مطابق مرتدین کے قتل وقتال میں کسی سے پیچھے نہ تھے...''۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت معاویہؓ کے وار سے قتل ہوا۔

جہادِ شام میں حصہ:

حضرت امیر معاویہؓ کے بڑے بھائی حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ کو حضرت ابوبکرؓ نے شام کے لشکر کا امیر بنایا تو حضرت امیر معاویہؓ کو اس لشکر کے ہراول دستے کا علمبردار مقرر کیا﴿فتوح البلدان ص ۱۲۳﴾۔فتوح البلدان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ اپنے بھائی کے دوسرے شامی لشکر کے امیر بنائے گئے۔

الغرض حضرت امیر معاویہؓ ان خوش نصیب مجاہدوں میں سے ایک ہیں جنہیں صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی نگاہ انتخاب نے امت مسلمہ کی قیادت کیلئے چنا۔ملاحظہ ہو کہ شام جانے والا یہ پہلا لشکر تھا جسے مشہور سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوالعاص

ؓ سے بھی پہلے دس ہزار کی سپاہ کی معیت میں روانہ کیا۔حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی حربی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور فتح ونصرت حاصل کی۔علامہ بلاذریؒ رقمطراز ہیں کہ:

وکان لمعاویة فی ذالک ملا حسن و اثرجمیل

''معاویہؓ نے کارہائے نمایاں پیش کئے اور وہاں بہترین اثر چھوڑا''۔

بلاذریؒ ہی کے مطابق شامی معرکے کے بعد فتح مرج اور صفر کے معرکے میں آپؓ نے خدمتِ جہاد سرانجام دی۔آپؓ کے چچا حضرت خالد بن سعید امویؓ،اسی جنگ میں شہید ہوئے تو ان کی شہرہ آفاق تلوار آپؓ کے قبضے میں آئی۔

عہدِ فاروقی:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دور صرف دو سال تین ماہ دس دن پر مشتمل تھا۔اس لئے جولانی طبع کے جوہر دکھانے کا صحیح موقع عہد فاروقی میں آپؓ کو ملا۔فتح مرج کے بعد آپؓ نے اپنے بھائی یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کے ساتھ شام کے مضبوط قلعہ حیدا عرفہ،جبیلی،اور بیروت کی تسخیر کیلئے پیش قدمی کی۔عرفہ کے قلعے کو فتح کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہؓ نے جان جوکھوں میں ڈال دی اور ان قلعوں کی فتح نے حضرت عمرؓ کو بہت متاثر کیا۔چنانچہ حضرت عمرؓ نے خوش ہوکر آپؓ کو اُردن کا گورنر مقرر کردیا۔قبل ازیں جو علاقے رومیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے،آپؓ نے دوبارہ چھین لئے اور وہاں اسلامی شان وشوکت کا پھریرا لہرایا۔

☆ ''چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں پرتگال سے لیکر چین تک پھیلی ہوئی وسیع وعریض حکومت جو ۶۴ لاکھ ۱۵ ہزار مربع میل کے رقبہ کو محیط تھی،قریبا بیس سال تک صرف حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں قائم ہوئی''۔

حضرت امیر معاویہؓ کا عہد خلافت اور اجماع امت

ربیع الاول ۴۱ھ،نہر''دجیل''کے کنارے واقع موضع''مسکن''میں سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔صلح کا مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو:

لڑائی کے بعد سیدنا امیر معاویہؓ کو ایک سال کو عرصہ گزرا ہوگا کہ حضرت علیؓ اپنے ایک باغی ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوکر فردوس بریں میں پہنچ گئے۔تاریخ ابن کثیرؒ میں ہے کہ:

''حضرت علیؓ کا وقت رحلت قریب تھا تو آپؓ نے حضرت حسنؓ کو وصیت کی:بیٹا معاویہؓ کی امارت قبول کرنے سے انکار نہ کرنا...ورنہ باہم کشت وخونریزی دیکھو گے''۔﴿تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۳،ازالۃ الخلفاء ۲۸۳،ابن الحدید شیعی ج ۲ ص ۸۳۶﴾

چنانچہ حضرت حسنؓ نے اپنے والد کی نصیحت پر عمل کیا۔جب شیعان علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے لڑنے کیلئے زور دیا تو آپؓ نے ان سے فرمایا:

''میرے والد مجھ سے فرما چکے ہیں،معاویہؓ ایک دن خلیفہ ہوکر رہیں گے۔خواہ ہم کتنی ہی بڑی فوج لیکر ان کے مقابلے میں نکلیں پر یہ غالب رہیں گے کیونکہ منشاء خداوندی کو ٹالا نہیں جاسکتا۔﴿حضرت معاویہ شخصیت وکردار از حکیم محمود ظفر﴾

امیر المومنین حضرت حسنؓ کی یہ بات سبائیوں کو پسند نہ آئی۔وہ آپؓ کے دشمن ہوگئے اور کھلم کھلا آپؓ کو کافر اور مذلل المومنین کہنے لگے یہاں

تک کہ مدائن میں آپؓ پر حملہ کیا، خیمہ لوٹا اور آپؓ کو نیزہ مارا۔ ملا باقر مجلسی کی زبانی یہ کہانی ملاحظہ ہو:

''جب امام حسن کو نیزہ مارا گیا تو آپ زخم کی تکلیف سے کراہ رہے تھے اور ایک شخص زید بن وہب جہنی سے فرما رہے تھے کہ:

واللہ معاویۃ خیر لی من ھولاء یزعمون انھم لی شیعۃ ابتغوا قتلی وابتھوا ثقلی واخذو مالی

بخدا میں معاویہ کو اپنے لئے ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے کو میرا شیعہ کہتے ہیں۔ انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا۔ میرا خیمہ لوٹا میرے مال پر قبضہ کیا''۔

بالآخر حضرت حسنؓ نے اپنے بھائی حسینؓ اور بڑے بہنوئی ابن جعفرؓ کو مشورے کیلئے طلب کیا۔ ادھر حضرت امیر معاویہؓ بھی اپنے دل میں آرزوئے صلح لئے بے چین و بے قرار تھے۔ آپؓ نے حضرت حسنؓ سے پہلے صلح کی تحریک پیش کر دی اور ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر ثبت کر کے حضرت حسنؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہلایا کہ آپ جتنی شرطیں چاہیں اس پر لکھ دیں مجھے منظور ہے۔ حضرت حسنؓ نے اپنی شرطیں لکھیں جسے حضرت معاویہؓ نے بلا کسی ترمیم منظور کر لیا۔ ﴿اضباط الطّوال ص ۲۳۰﴾

صلح کے بعد حضرت حسنؓ نے خطبہ دیا:

''مسلمانو! میں نے معاویہ سے صلح کر لی اور ان کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کر لیا اگر امارت و خلافت ان کا حق تھا تو ان کو پہنچ گیا، اگر یہ میرا حق تھا تو میں نے ان کو بخش دیا''۔ ﴿تاریخ اسلام از نجیب اکبر آبادی ج ۹ ص ۵۵۴﴾

اس تقریر کے بعد حضرت حسنؓ اپنے معاہدے کے مطابق پچاس لاکھ درہم نقد اور ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ لے کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضور ﷺ کی پیشنگوئی کہ میرا بیٹا سید ہے، خدا اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروائے گا، اب جا کر پوری ہوئی۔ ﴿حضرت معاویہؓ ابن سفیانؓ، ص ۴۲﴾

علامہ ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ کی بیعت کے بعد حضرت امیر معاویہؓ باقاعدہ طور پر پوری مملکت اسلامیہ کے امیر المومنین اور **خلیفۃ المسلمین** مقرر ہو گئے اور اس سال کا نام عام الجماعت رکھا گیا، کیونکہ ملت اسلامیہ نے ۵، ۶ سال کے تفرق و اختلاف کے بعد اس سال ایک خلیفہ پر اجماع کیا تھا۔ ﴿اضباط الطّوال ص ۲۳۰﴾

خلیفہ کا پہلا کام:

مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد آپؓ نے علماء و اشراف کی مدد سے ایک مجلس شوریٰ بنائی۔ پہلی مجلس میں بغاوتوں پر تبادلہ خیال ہوا اور یہ طے پایا کہ سب سے پہلا قدم خارجیوں کے خلاف اٹھایا جائے گا کیونکہ وہ کھلم کھلا آمادہ بغاوت تھے (خارجیوں میں فردہ بن نوفل ...مستورو بن علقمہ کا نام قابل ذکر ہے)۔ حضرت مغیرہ بن شیبہؓ اور اپنے بھائی زیاد بن ابی سفیانؓ کی مدد سے آپؓ نے ایک سال کے اندر اندر خارجیوں کا صفایا کر دیا۔ ان کے بڑے بڑے سردار عین میدان جنگ میں مارے گئے۔ خارجیوں سے لڑائی کے دوران سیدنا معاویہؓ نے قاتلین عثمانؓ کو بھی چن چن کر قتل کیا۔ ۴۱ء کے آخر میں بلخ، ہرات اور بادغیس کی بغاوتیں بھی کچلی گئیں۔ ۴۲ھ میں جب کابل میں بغاوت اٹھی تو حضرت عبداللہ بن عامر امویؓ کو روانہ کیا گیا جنہوں نے دشمن کا قلع قمع کر دیا۔

☆ ''۴۸ھ میں حضرت امیر معاویہؓ نے اسلامی تاریخ کا ناقابل فراموش معرکہ سر کیا جس کے تحت انہوں نے شمالی افریقہ کے جنگلات کاٹ کر ۴۰

ہزار فوجی ماہرین کو بحری جہاز بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے چند ماہ کے عرصے میں ایک ہزار سات سو بحری جہازوں پر مشتمل ایک دیو ہیکل بحری بیڑہ تیار کیا۔ آتشکدہ کفر سرد ہوا اور رومیوں کی سطوت خاک میں مل گئی''۔

☆ ''اسلامی تاریخ میں حضرت امیر معاویہؓ واحد مدبر، منتظم اعلیٰ صفات کے حامل حکمران ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات کا دائرہ بلاد عرب وعجم اور یورپ وافریقہ تک وسیع کیا۔ نہ صرف یہ کہ عہد فاروقی کی ۲۳ لاکھ مربع میل کی فتوحات کو ترقی زار بنادیا۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کابل، قندھار، روہوڑی، صقلیہ، شمالی افریقہ، درہ خیبر، بولان قلات اور ایشیائی ممالک کے دروازوں پر آ کر دستک دی''۔

مسلمانوں کی خانہ جنگیوں میں خلافت راشدہ کی دلنواز نظر افروز تصویر کا ایک چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تھا تاہم حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے حسن تدبر سے اصل تصویر باقی رکھنے کی جو کوشش کی وہ ہر حال میں قابل داد ہے۔ ﴿تاریخ ملت ج ۳ ص ۵۰﴾

سیدنا امیر معاویہؓ آنحضرت ﷺ کی زبان میں

فضائل ومناقب:

حضرت امیر معاویہؓ کو حضور ﷺ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ ﷺ بھی ان پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ بیشتر احادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ کئی مواقع پر آپؓ کے مقام علو کا ذکر ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

☆ **قال النبی ﷺ اللھم اجعله هاديا مهديا واهد به**

''اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے''۔ ﴿حضرت معاویہؓ ابن سفیانؓ﴾

☆ **اللھم علم المعاوية الكتاب والحساب وقه العذاب**

''اے اللہ معاویہ کو حساب کتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا''۔ ﴿جامع ترمذی﴾

☆ **اللھم علمه الكتاب ومكن له فى البلد اروته العذاب**

''اے اللہ معاویہ کو کتاب سکھلا دے اور شہروں میں اس کو حکمران بنادے اور اِس کو عذاب سے بچا''۔ ﴿کنز العمال﴾

☆ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو کسی کام کے مشورے کیلئے طلب فرمایا مگر دونوں حضرات کوئی مشورہ نہ دے سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: **ادعوا معاوية احضروه امركم فانه قوى امين.** ''معاویہ کو بلاؤ اور معاملے کو ان کے سامنے رکھو کیونکہ وہ قوی اور امین ہیں، (غلط مشورہ نہ دیں گے)''۔ ﴿کنز العمال﴾

☆ **لا تذكرو معاوية الا بخير**

''معاویہ کا تذکرہ صرف بھلائی کے ساتھ کرو''۔ ﴿تطہیر الجنان﴾

☆ **يبعث الله تعالىٰ معاوية يوم القيامة وعليه دو من نور الايمان**

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ کو اٹھائیں گے تو ان پر نور ایمان کی چادر ہوگی''۔ ﴿تاریخ اسلام از حافظ ذھبی﴾

☆ **قال النبی ﷺ ان المعاوية لا يضارع امد رضوعه**

''آپ ﷺ نے فرمایا جو بھی معاویہ سے لڑے گا زیر ہوگا''۔﴿ابن حجر الاصابہ﴾

☆ **صاحب سری معاوية بن ابی سفيان فمن لحه فقد نجاة و من ابغضه فقد هلک**

''معاویہ میرا رازدارن ہے جس نے اس کے ساتھ محبت کی نجات پا گیا جس نے بغض رکھا ہلاک ہوگیا''۔

☆ **احلم من امتی معاوية**

''میری امت میں معاویہ سب سے زیادہ بردبار ہیں''۔

☆ **اللهم اصلاه علما**

''اے اللہ معاویہ کو علم سے بھر دے''۔

☆ **يا معاوية ان وليت الامر فاتق الله**

''اے معاویہ تمہارے سپرد امارت کی جائے تو تم اللہ سے ڈرتے رہنا''۔

☆ **اول جيش من امتی يغزو البحر نقدوا وجيوا**

''میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کرے گا اس پر جنت واجب ہے''۔

ابن اثیرؒ اور تمام تاریخوں کے مطابق حضرت معاویہؓ واحد شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے بحری لڑائی کا آغاز کیا۔

اوصاف وکمالات

سیدنا امیر معاویہؓ مکارم اخلاق کے پیکر تھے اور کیوں نہ ہوتے جبکہ زبان رسالت نے ان کو مہدی کے لقب سے یاد فرمایا تھا۔ مشہور تابعی بزرگ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ لوگ اگر امیر معاویہؓ کے اخلاق وافعال کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے ''کہ مہدی یہی ہیں، ہادی یہی ہیں''۔ آپؓ کے محاسن واخلاق پر تبصرہ کرتے ہوئے عرب نقاد ذکریا نصولی لکھتا ہے کہ: ''معاویہؓ رسول اللہ ﷺ کے معتمد، بڑے ثقہ ذکی اور عمدہ اخلاق والے صحابی تھے۔ اسی رتبہ عظیم کی بناء پر وہ اسلام کے بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔ یہ بے غبار حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں آپؓ درخشاں شخصیت کے مالک تھے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے حکومتوں کی ترتیب کی، امتوں کی قیادت اور ملک کی نگہبانی کی۔ ان تمام باتوں کے باوجود مورخین عرب نے ان کو ان کا صحیح مقام نہیں دیا جس کے وہ مستحق تھے۔ بالخصوص شیعہ مورخین نے اور یہ بات بر بنائے تعصب ہوئی''۔﴿امیر معاویہؓ ص۶۴ از نصولی﴾

زہد وتقویٰ:

صاحب اعلام الاسلام لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت امیر معاویہؓ کی ایمانداری اور انکے زہد وتقوی سے واقف تھے۔ اس لئے ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اور کیوں نہ کرتے جبکہ حضرت معاویہؓ کا ظاہر و باطن دونوں یکساں تھے۔ جیسا کہ حضرت قصبیہ بن جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں معاویہ کے ساتھ رہا ہوں، ان کے ساتھ اٹھا بیٹھا ہوں، ان سے بہتر محبوبِ رفیق کسی کو نہیں پایا اور نہ ظاہر و باطن میں یکساں کسی کو دیکھا﴿موطا امام مالک ص۱۸۱﴾۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اپنی تالیف کتاب الزہد میں حضرت معاویہؓ کی زاہدانہ زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے ایک روایت یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ جامع مسجد دمشق میں خطبہ دے رہے تھے، اس وقت دیکھا گیا تو ان کے جسم مبارک پر جو کرتہ تھا وہ بوسیدہ اور

پھٹا ہوا تھا﴿ طبری ج ۲ص ۱۵۹، تاریخ الخلفاء ص ۲۸ ﴾۔ یہ ان معاویہؓ کے لباس کا حال ہے جنہیں کہا جاتا ہے کہ وہ ریشم اور حریر استعمال کرتے تھے۔
حضرت امام ترمذیؒ ابواب الزہد کے ذیل میں ایک طویل روایت لائے ہیں جس سے حضرت معاویہؓ کے زہد وتقویٰ اور خشیت وعبادت کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے۔﴿ کتاب الزہد ص ۱۷۲﴾

عبادت وریاضت:

حضرت معاویہؓ کی عبادت وبندگی کا حال پوچھنا ہو تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھو وہ فرماتے ہیں کہ: ''معاویہ کی برائی نہ کرو، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر اللہ کے حضور اپنی پیشانی رگڑتے ہیں''﴿ ترمذی، ابواب الزہد ﴾۔
حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے کسی شخص کی نماز حضور ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھی، سوائے معاویہ ابن سفیان کے''﴿ قاموس الاصفام ج ۲ص ۱۴۲﴾۔﴿ المتقی ص ۳۸۹، تطہیر الجنان ص ۴۲﴾
حضرت معاویہؓ فرائض کے علاوہ نوافل اور سنتیں بھی بڑے اہتمام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔صاحب مروج الذہب لکھتے ہیں کہ معاویہؓ مغرب کی اذان سننے کے بعد مسجد میں آجاتے اور نماز پڑھانے کے بعد چار رکعات نماز الگ سے پڑھتے اور وہ بھی اس اہتمام سے کہ ہر رکعات میں پچاس پچاس آیات تلاوت فرماتے۔﴿ منہاج السنہ ج ۳ص ۱۸۵﴾
علامہ حسن ابراہیم اسمعیل لکھتے ہیں کہ معاویہؓ اپنے دن کو اللہ کے کاموں کیلئے تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔فجر کی نماز پڑھ چکتے تو اندر جا کر اپنا مصحف (قرآن پاک) لاتے اور اس کے اجزاء کی تلاوت فرماتے، پھر گھر والوں کو شریعت پر عمل پیرا ہونے کے طریقے بتاتے۔﴿ مروج الذہب ج ۴ص ۴۲۳﴾
حضرت امیر معاویہؓ نفل نمازوں کی طرح نفل روزوں کی بھی بہت پابندی کرتے تھے۔ایک بار فرمایا: ''اے لوگو! آج عاشورہ کا دن ہے اور یہ روزہ فرض نہیں ہے۔میں نے روزہ رکھا ہے تمہارا جی چاہے تو تم بھی روزہ رکھو۔﴿ الاعلام الاسلام ص ۲۷۷﴾

خشیتِ الٰہی اور خوفِ آخرت:

سیدنا معاویہؓ خدا کے خوف اور آخرت کے ڈر سے ہر وقت لرزہ براندام رہتے تھے۔بسا اوقات روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوجاتی تھی۔ترمذی شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرۃؓ نے حشر ونشر اور روز آخرت کی باز پرس پر ایک عبرت ناک حدیث سنائی۔جس کا اثر حضرت معاویہؓ کے دل پر ایسا ہوا کہ وہ زاروقطار رونے لگے۔ہچکیاں بندھ گئیں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔یہاں تک کہ سامعین بھی رو پڑے اور سب کی آنکھیں نم ہوگئیں۔کچھ دیر کے بعد جب سکون ہوا تو حضرت امیر نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:
''جو شخص دنیا اور اس کے ساز وسامان کو چاہتا ہے تو ہم اس کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیتے ہیں اور اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔لیکن آخرت میں ان کا حصہ آگ کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا۔اور انہوں نے جو کیا وہ برباد ہوجاتا ہے۔اور جو کام کئے تھے وہ بیکار ہوجاتے ہیں''۔﴿ ترمذی، ابواب الزہد﴾
یہ ان معاویہؓ کی رقت قلب خشیت الٰہی اور خوف آخرت کی ایک مثال ہے جنہیں عام طور پر دنیا طلب اور مواخذہ آخرت سے بے نیاز کہا جاتا ہے۔

ایک بار آپؓ نے شرفاء حکومت سے کہا اگر تم غریبوں محتاجوں، ضرورتمندوں کی فریادوں سے ہمیں مطلع نہیں کرو گے تو یاد رکھو حشر کے دن مجھے رعایا کیلئے جواب دہ ہونا پڑے گا، اس دن تم میری سزا میں برابر کے شریک ہوگے ﴿مروج الذھب﴾۔ ایک بار فرمایا کہ جس دل میں خوف خدا نہیں اس کا کوئی متعین مددگار نہیں ﴿طبری ج ۷ ص ۲۰۲﴾۔ حضرت معاویہؓ قیامت کے مواخذہ کا تذکرہ سن کر لرزہ براندام ہوجایا کرتے تھے اور روتے روتے ان کی حالت غیر ہوجایا کرتی تھی۔ ﴿ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۶﴾

قرآن سے شغف:

روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کو قرآن پاک سے گہراؤ لگاؤ تھا اور کیوں نہ ہوتا جب کہ عہد رسالت میں آپؓ کا زیادہ تر وقت قرآن حکیم کی کتابت میں صرف ہوا کرتا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے کہ: ''خدایا! معاویہ کو قرآن کا علم عطا فرما'' ﴿البدایہ ج ۸ ص ۱۴۰﴾۔ یہ دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی اور حضرت معاویہؓ سے قرآن پاک کی کتابت کیلئے جبرائیل امین تشریف لائے اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ معاویہ کی خدمات حاصل کریں کہ وہ قرآن کو اچھی طرح سمجھتے ہیں ﴿تطہیر الجنان (۲ کے سوا سب راوی ثقہ ہیں)﴾۔ علامہ مسعودی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کاروبار خلافت کے باوجود بلاناغہ تلاوت فرماتے رہے۔ ﴿مروج الذھب ص ۴۲۳﴾

عمل بالحدیث اور اتباع سنت:

حضرت معاویہؓ عامل بالحدیث اور پابند سنت تھے اور لوگوں کو بھی یہی تعلیم دلواتے تھے۔ چنانچہ ایک صحابی عبدالرحمٰن بن سبیلؓ کو اس کام پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کو حدیث کی تعلیم دیں اور جب میرے پاس آئیں تو وہ حدیث مجھے بھی سنائیں۔ ﴿البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۴﴾

اسی طرح ایک بار حضرت مغیرہؓ بن شیبہ کو لکھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی زبان سے جو کچھ سنا ہے اس سے مجھے مطلع فرمائیں تو انہوں نے لکھا کہ آنحضرت ﷺ نے فضول خرچی اور سوال کی کثرت سے منع فرمایا ہے۔ یہ شغف تھا حضرت امیر معاویہؓ کا حدیث کے ساتھ کہ آپؓ دوسروں سے حدیثیں پوچھتے پھر اس پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی عمل کی تعلیم دیتے۔ ایک بار بعض رؤسا کو دیکھا کہ وہ چیتے کی کھال پر بیٹھے ہیں تو فرمایا کہ حضور ﷺ نے چیتے کی کھال پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ ﴿بخاری شریف﴾

حلم و بردباری:

ہمیں آپؓ کے اعمال و افعال میں حلم و کرم اور بردباری کے اوصاف نہایت ممتاز نظر آتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ خود فرماتے ہیں: **معاویة حلم امتی** ''میری امت میں معاویہ بڑی حلیم و کریم ہیں''۔ ایک موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا کہ: ''معاویہ کی عیب جوئی سے مجھے باز رکھو وہ ایسا حلیم و بردبار شخص ہے کہ غصے کے عالم میں ہنستا رہتا ہے''۔ ﴿ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۷۵، اعلام الاسلام ص ۲۶۹﴾

خود معاویہؓ اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک غصہ پی جانے سے کوئی چیز لذیذ نہیں۔ یہ بھی فرماتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ کا میرے وصف حلم سے بڑھ جائے۔ اور یہ قول بھی آپؓ ہی کا ہے کہ: ''جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے وہاں تلوار کام میں نہیں لاتا۔ اگر میرے اور دوسرے کے درمیان بال برابر بھی تعلق قائم ہو تو میں اس سے منقطع نہیں کرتا۔ پوچھا گیا کیسے؟ تو فرمایا: جب وہ اسے کھینچتا ہے تو میں اسے ڈھیل دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیل دیتا ہے تو میں کھینچ لیتا ہوں''۔ ﴿سیرۃ الصحابہ ج ۶ ص ۱۱۸﴾

آپؓ کی بردباری سے متاثر ہو کر عرب کا مایہ ناز شاعر اخطل کہتا ہے: ''اے معاویہ تو نے اپنے نبی کے دین کو ہمارے لئے اپنی بردباری سے آسان کردیا ہے''۔ ﴿انمانی ج ۱۳ص ۳۴۵﴾۔ حضرت ابن جابرؒ فرماتے ہیں: ''میں نے معاویہؓ سے زیادہ کسی کو حلیم وکریم نہیں پایا''۔ ﴿تاریخ الخلفاء ص ۲۱۸﴾

سخاوت وفیاضی:

لبنان کا مورخ ابو عمر النصر لکھتا ہے کہ سخاوت وفیاضی میں آپؓ کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ آپؓ کے خزانے کے دروازے دشمنوں اور دوستوں دونوں کیلئے یکساں طور پر کھلے رہتے ہیں۔ داد ودہش اور انعام واکرام کے ذریعے آپ لوگوں کے دل جیت لیتے اور اس کے ذریعے بغاوتوں کو دور کرنے اور لوگوں کو مملکت کا فرماں بردار بنانے میں مدد لیتے۔ ﴿معاویہؓ بن ابی سفیانؓ ص ۱۵۷﴾

شیخ مورخ علامہ ابن طباطبائی لکھتا ہے:

''بنو ہاشم اور آل ابی طالب، امیر معاویہؓ کے پاس جاتے تو وہ ان کی شاندار مہمان نوازی کرتے۔ ان کی تمام ضروریات پوری کرتے۔ حالانکہ ان میں سے بعض لوگ ان کے عوض ان سے سخت گفتگو کرتے، جلتے کٹتے لیکن امیر معاویہؓ ان کی باتوں کو کبھی مذاق میں اڑا دیتے کبھی ٹال جاتے کبھی خوش اخلاقی محبت میں ہر چیز فراموش کردیتے''۔ ﴿حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق از مفتی تقی عثمانی﴾

سادگی وانکساری:

شروع شروع میں حضرت معاویہؓ بڑی شان کے ساتھ رہتے۔ دروازے پر دربان ہوتا۔ زرق لباس پہنتے اور شاندار گھوڑے پر سواری کرتے لیکن یہ سب کچھ عزت نفس کیلئے نہ تھا، رومیوں کو مرعوب کرنے کیلئے تھا۔ چنانچہ آپؓ کی بعد کی زندگی، جب آپؓ خلیفہ ہوئے، فقیر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا نمونہ نظر آتی ہے۔ آپؓ عوام کی جھرمٹ میں بیٹھتے اور ان کی فریادیں سنتے۔ دسترخوان پر امیر غریب سب یکساں طور پر شامل ہوتے اور آپؓ ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ ﴿الفخری ص ۹۴۰، مروج الذہب ج ۴ص ۴۲۳﴾

معمولی خچر پر سواری کرتے اور پھٹا ہوا کپڑا پہنتے، بازاروں میں گھومتے۔ امام اوزاعیؒ کے شیخ امام یونس بن میرہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر معاویہؓ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ خچر پر سوار تھے اور ان کا غلام ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے وقت ان کے جسم پر جو کرتا تھا اس کا گریبان پھٹا ہوا تھا۔ ﴿کتاب الزہد امام احمد بن حنبل﴾

ایک روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت معاویہؓ جامع مسجد دمشق میں اس حال میں خطبہ دے رہے تھے کہ ان کی قمیص بوسیدہ ہو چکی تھی ﴿ادب المفرو باب﴾۔ امام بخاری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کسی مجلس میں تشریف لائے تو لوگ ادب سے اٹھ اٹھ کر کھڑے ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپؓ نے فرمایا کہ جو شخص اس سے خوش ہو کہ خدا کے بندے اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ﴿ادب المفرو باب﴾

ایک مورخ حضرت امیر معاویہؓ کی سادگی اور فروتنی پر اس طرح روشنی ڈالتا ہے:

''باوجود ایک مقتدر اور عظیم الرتبہ فرمانروا ہونے کے، معاویہؓ نے مزاج نہایت سادہ پایا ہے۔ وہ ہر حالت میں اپنے اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں کرتے اور وہ ہر شخص سے نہایت مہربانی اور لطف وکرم سے پیش آتے تھے۔ خواہ وہ کیسا ہی ادنی درجے کا آدمی ہو، ان کی یہ ہمدردی ایسے وقت اس شخص کے ساتھ اور زیادہ بڑھ جایا کرتی تھی جب کوئی بے حیثیت آدمی ان کے سامنے کوئی شکایت لیکر آتا تو وہ مساوات بین المسلمین

کے نہایت سختی سے قائل تھے''۔

فہم وتدبر:

حضرت معاویہ ؓ گوناگوں صفات کے حامل تھے۔اعلی درجہ کے سیاستدان اور بہترین مدبر۔آپؓ کی ذہانت وفراست کی تعریف خود نبی کریم ﷺ نے کی تھی اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کومخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تم لوگ معاویہ کواپنے مشوروں میں شریک کرلیا کرو۔اپنے معاملوں میں ان کوگواہ بنالیا کرووہ قوی امین مضبوط امانتدار ہیں اس کے بعد خود ایک معاملہ پران سے مشورہ لیااوران کی ذہانت کی تعریف کی (ذکر ابن حجر وقال رجالہ ثقات مع اختلان فی البعض)۔﴿تاریخ الخلفاء ص ۲۲۸﴾

مصری مورخ محمد حسین ہیکل لکھتا ہے کہ:''معاویہ ایک دانشمند تھا،جن کی دانشمندی ان کی آنکھوں پر اغراض کا پردہ پڑنے نہیں دیتی تھی۔حلیم الطبع تھے جن کی بردباری انہیں طاقت کے استعمال سے روکتی تھی اور بالغ نظر تھے۔جنکی حکومت سے لوگ مانوس ہوگئے تھے اورانہوں نے اپنی خوش کلامی اورحسن تدبر سے عوام کا دل موہ لیا تھا''۔﴿عمرفاروق اعظمؓ ص ۳۵۷﴾

حضرت معاویہؓ نے صرف عوام کا دل ہی موہ نہیں لیا تھا بلکہ اپنے حسن تدبر سے خلافت راشدہ کے اصولوں کو باقی رکھنے کی کوشش بھی کی تھی۔مورخ تاریخ ملت فرماتے ہیں:''خلافت راشدہ کا چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تھا،تاہم امیر معاویہؓ نے اپنے حسن تدبر سے اصولی تصویر جو باقی رکھنے کی کوشش کی وہ ہر حال میں قابل داد ہے''۔﴿تاریخ ملت ج ۳ص ۵۰﴾

حضرت معاویہؓ نے قیصر روم کی شوکت کواکھاڑ دیا۔اسلامی تاریخ میں سب سے پہلی بحری لڑائی کر کے آنحضرت ﷺ کی درج ذیل پیشگوئی کا مصداق بنے:

☆ اول جیش یغزوا البحر فقد اوجبو الجنة﴿الصحیح بخاری﴾

''میری امت کا وہ پہلا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کریگا اس پر جنت واجب ہے''۔

سیدنا امیر معاویہ ؓ اوراہل بیتؓ

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ حضرت معاویہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ظاہر ہے کہ بہن اپنے بھائی کوکتنا محبوب رکھتی ہے۔چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ:''ایک دفعہ ام حبیبہؓ اپنے بھائی معاویہ ؓ کا سر سہلا رہی تھیں کہ حضور ﷺ آگئے اورانھیں دیکھ کر فرمایا:ام حبیبہ،کیا تم معاویہ کومحبوب رکھتی ہو؟ آپؓ بولیں کیوں نہیں!بھلا کوئی بہن ایسی ہوگی جواپنے بھائی کومحبوب نہ رکھتی ہو؟ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: فان اللہ و رسولہ یحبانہ. اللہ اوراس کا رسول بھی معاویہ کومحبوب رکھتے ہیں''۔﴿تطہیر الجنان﴾

حضرت علی المرتضیٰؓ:

جنگ صفین کے بعد حضرت امیر معاویہ ؓ کو بہت سے لوگ برا بھلا کہنے لگے تو حضرت علی ؓ نے کہا کہ:''انہیں برامت کہو،وہ تمہارے درمیان سے جب اٹھ جائیں گے توتم دیکھوگے کہ بہت سے سرتن سے جدا ہوجائیں گے''﴿تاریخ الخلفاء ص ۲۱۸ بحوالہ ابن عساکر﴾۔ایک اور موقع پرفرمایا: ''معاویہ میرے بھائی ہیں،کافریافاسق نہیں''﴿مکتوبات ج ۲ص ۵۴﴾۔''اورتم لوگ انھیں برا کہنے کے بجائے ان کیلئے دعا کیا کرو،ہمیں ان کی

برائی پسند نہیں''۔﴿امیر معاویہؓ پر ایک نظر ص ۵﴾

حضرت علیؓ امیر معاویہؓ کی طرح ان کی لشکر کی بھی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ایک دفعہ آپؓ نے اپنے لشکریوں کے سامنے یہ تقریر کی: ''بخدا مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب تم پر غالب آجائیں گے یہ اپنے امام (معاویہؓ) کے فرمانبردار ہیں اور تم اپنے امام کے نافرمان۔تم خیانت کرتے ہو وہ امانتدار ہیں۔تم زمین پر فساد کرتے ہو اور وہ اس کی اصلاح کرتے ہیں''۔﴿البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰﴾

حضرت حسنؓ:

آپؓ نے دست برداری خلافت سے چندروز قبل فرمایا تھا: ''...خدا کی قسم! میں معاویہ کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں''﴿البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۰﴾۔علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا: ''جو معاویہ ؓ کو برا کہتا ہے، اس پر خدا کی لعنت''۔﴿الاستیعاب﴾

حضرت حسینؓ:

حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت حسینؓ نے بھی معاویہؓ کی بیعت کرلی تو کوفیوں نے آپؓ کو ورغلایہ کہ معاویہؓ کی بیعت توڑ دیں لیکن آپؓ نے صاف انکار کردیا۔فرمایا کہ: ''میں نے بیعت کرلی ہے اور عہد کرلیا ہے، اب بیعت کو توڑنا میرے لئے ممکن نہیں''۔ایک بار آپؓ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے، وہ جامع مسجد دمشق میں خطبہ دے رہے تھے۔آپؓ نے فرمایا: ''اے آل محمد ﷺ کے گروہ! آخرت کے دن جو بھی کلمہ توحید پڑھتا ہوا آئے گا وہ بخش دیا جائے گا۔حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ بھتیجے آل محمد کے گروہ میں کون لوگ ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا: جو ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور معاویہ ؓ کو گالیاں نہیں دیتے''۔

حضرت عقیلؓ بن ابو طالب:

آپؓ حضرت علیؓ کے حقیقی بڑے بھائی تھے۔شیعی مورخ صاحب عمدۃ المطالب لکھتے ہیں: ''عقیل اپنے بھائی علی سے اُن کے عہد خلافت میں الگ ہو گئے تھے اور جنگ صفین میں معاویہ کا ساتھ دیا تھا''۔بعض معاندین کہتے ہیں کہ عقیل مال و دولت کی لالچ میں امیر معاویہؓ کے پاس چلے گئے تھے۔گویا ان کے نزدیک حضور ﷺ کا چچیرا اور علیؓ کا حقیقی بھائی جو مہاجر بھی تھا اور مجاہد بھی، دنیادار اور لالچی ہو گیا تھا۔(واللہ اعلم)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ:

یہ صفین میں حضرت معاویہؓ کے خلاف دس ہزار لشکر کے افسر اعلی تھے۔لیکن حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد یہ حضرت معاویہؓ کے بہت بڑے مدح وثناء خواں ہو گئے۔''ایک بار حضرت معاویہؓ پر کسی نے نکتہ چینی کی، یہ بے ساختہ بول اٹھے: کچھ نہ کہو وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، فقیہ اور مجتہد ہیں''۔﴿صحیح بخاری﴾

ایک بار دمشق سے واپس آئے تو اہل مدینہ سے فرمایا: ''معاویہ کا حکم ان کے غضب اور فیاضی انکے بخل پر غالب ہے، وہ صلہ رحمی کرتے ہیں۔قطع نہیں کرتے، لوگوں کو ملاتے ہیں، جدا نہیں کرتے۔میرے ساتھ ان کے تمام معاملات درست رہے''۔

حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ:

آپؓ بڑی بزرگی والے اور اہل بیتؓ کے چشم و چراغ تھے۔آغوش رسالت کے پروردہ جعفر طیارؓ کے لختِ جگر تھے۔فاطمۃ الزہراؓ کے داماد اور حضرت حسنینؓ کے بہنوئی تھے۔حضرت ابن عباسؓ کی طرح یہ بھی صفین میں حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف دس ہزار فوج کی قیادت کر رہے تھے لیکن صلح و مصالحت کے بعد ان کے تعلقات بھی امیر معاویہؓ کے ساتھ نہایت خوشگوار اور دوستانہ تھے۔ان کے تعلقات کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام محمدؓ کا عقد یزید بن معاویہؓ کے ساتھ کر دیا اور اپنے بیٹے کا نام معاویہ رکھا تھا۔﴿جلا العیون ص ۱۸۶ کتب امامیہ﴾

☆ ''خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور میں ایک انچ زمین فتح نہ ہوئی،تاہم جب حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ نصف حصے پر صلح کی اور اس کے بعد جب حضرت حسنؓ نے پہلا حصہ بھی حضرت معاویہؓ کو دے کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی...تو حضرت معاویہؓ کا دور اجماع امت اور اتحادِ امت کی حقیقی روشنی میں جگمگا اٹھا...بے انتہا وسیع مملکت اور مسلمانوں کے تمام گروہوں میں اتفاق وارتباط کا یہ امتیاز حضرت معاویہؓ کے حصے میں آیا''۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

+++ ختم شد +++